Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۵۲) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے۔ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

اب فلسطین میں یہودیوں کی کثرت ہوتی جاتی ہے چنانچہ فلسطین خاص میں اس وقت ½ آبادی یہودیوں کی ہے۔ **پریزیڈنٹ** روزولٹ سب سے پہلا امریکن پریزیڈنٹ ہے جس نے ایک یہودی بنام مسٹر ایس سٹراؤس کو تجارت اور مزدوروں کا وزیر مقرر کر دیا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ امریکہ جیسے پروٹسٹنٹوں کا ملک ہے ویسے ہی رومن کیتھولکوں۔ یہودیوں۔ اور اگن شکوں کا بھی ملک ہے **۲ دسمبر** کو ایک برہمن اور اس کی بیوی نے پادری جی گیر شوم کے ہاتھ سے ایم ای چرچ کولار میں اصطباغ پایا۔ **یہ دونوں** میاں بی بی نجات کی تلاش میں تیروپتی کو جا رہے تھے کہ راہ میں جب وہ کولار سے گذرے تھے تو ایک مسیحی عبادت سے کھینچے گئے۔ انہوں نے بعد گفتگو اور تعلیم کے بپتسمہ پا لیا۔ **مسلمانوں** کا نیا انگریزی آرگن بہت جلد نکلنے والا ہے۔ دو لاکھ کے سرمایہ سے شروع کیا جائیگا۔ **سنا جاتا ہے** کہ کلکتہ کے لئے بھی پنجاب ہی سے ایک مسلمان جج بلایا جائیگا۔ **جاپان** کا ارادہ ہے کہ آئندہ سال دس کروڑ سے زیادہ روپیہ بحری فوج اور جہازات کے بڑھانے میں صرف کرے۔ **کلکتہ میں** کانگرس کے موقعہ پر کشتی اور ہری گنگا وغیرہ کے کھیل بھی ہوں گے جن میں ہزاروں روپیہ بطور انعام تقسیم ہونگے۔ **ارمین** میں بڑی بھاری آتشزدگی ہوئی جس سے ضلع آمو کے جنرل شان کی بڑی عالی شان عمارت اور بہت سی دوکانیں اور گودام جلکر خاک ہو گئے۔ **مدراس** کی گورنمنٹ میوزیم میں ۱۲ دسمبر کو ڈاکہ پڑا اور قریباً ۶۰ قدیم رومی طلائی سکہ لیکر رفوچکر ہو گئے۔ **مشرقی بنگال** میں اب صرف ایک ہزار قحط زدہ رہ گئے ہیں۔ **جو سپیشل** ٹرین عام طور پر صاحب لفٹنٹ گورنر کے استعمال میں ہوتی ہے وہ امیر صاحب کے استعمال میں رہیگی۔ **سیلون کی** پولیس میں سکھوں کو بھرتی کرنے کی تجویز ہے۔ اول مختصر تعداد سکھوں کی پولیس میں رکھی جائیگی۔ اگر یہ تجویز مفید پڑی تو تعداد سکھان زیادہ کر دیا جاویگی۔ **کلکتہ کی** کانگرس پنڈال میں لیڈیوں کے لئے دو گیلریز ہونگی ان میں سے ایک پردہ نشینوں کے لئے مخصوص ہوگی۔ **مسٹر والٹر** بوٹن میونسپل سٹور کیپر بمبئی کو بجرم غبن گیارہ ہزار روپیہ اور دو سال کی قید سخت کی سزا ہوئی ہے۔ **خبر ہے کہ** سرکار ہند تجویز سوچ رہی ہے کہ ابتدائی مدرسوں میں فیس بالکل موقوف کر دیجائے۔ **سنہ ۱۹۰۷ء** کے لئے چرچ آف سکاٹ لینڈ کی جنرل اسمبلی کے موڈریٹر ڈاکٹر مٹفورڈ مچل صاحب منتخب کئے گئے ہیں۔ **شاہ فارس** کی حالت بہت خراب ہے۔ شہزادہ ولیعہد صاحب تخت نشین ہو گئے ہیں۔ **پریزیڈنٹ** روزولٹ نے مسٹر برایس کی بابت یہ اعلان کر دیا ہے کہ امریکن گورنمنٹ نے مکمل طور پر ان کو واشنگٹن میں بطور سفیر برطانیہ کے قبول کر لیا ہے۔ **روس** میں کاؤنٹ الکس اگناٹیف کو ایک نامعلوم شخص نے چھ گولیوں کا نشانہ کیا اور مار ڈالا۔ آخر کار وہ شخص گرفتار ہو گیا۔ **سرکاری** طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ ڈیوک آف کناٹ اپنے مشرقی دورہ پر ۱۲ جنوری کو روانہ ہوں گے۔ **راجہ آف** پونا لاہور میں وارد ہیں اور تمام موسم سرما وہاں ہی گذاریں گے۔ **ہز آنر دی** لفٹنٹ گورنر آف دی پنجاب نے آنریبل میاں محمد شاہ دین خان بہادر بیرسٹر ایٹ لا کا استعفا لفٹنٹ گورنر کی کونسل کی ممبری سے جس میں کہ وہ قوانین وضع اور ضوابط بنانے کے عہدہ پر ممتاز تھے منظور کر لیا ہے کیونکہ وہ اب پنجاب چیف کورٹ کے جج مقرر ہو گئے ہیں۔ **امیر کابل** کی کل اٹھارہ دو آگرہ کے لئے چودہ ٹٹیں پولو ٹورنامنٹ کی داخل ٹورنامنٹ ہوئی ہیں۔ **پنجاب** گورنمنٹ نے کانونٹ سکول لاہور کی مرمت کے لئے جو عرصہ ۱۹۰۵ء میں شکست ہو گیا تھا ۵ ہزار روپیہ کا گرانٹ منظور فرمایا ہے۔ **امرتسر** میں حال ہی میں جو قریباً چوبیس فرم کا دوالہ نکل گیا ہے اس سے امرتسر کے ساہوکاروں کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ **جالندھر** شہر سٹیشن کی پولیس کی چوکیوں پر ڈاکہ پڑا۔ تمام سپاہی اس وقت اپنے اپنے منصب پر گئے ہوئے تھے صرف ایک ہی سپاہی حاضر تھا جس نے ڈاکو والوں کا مقابلہ کیا مگر لاٹھیوں کی بوچھاڑ سے بیہوش ہو گیا ڈاکو دن کپڑوں کی ایک گٹھڑی اور ایک دو تلواریں لے کر چلتے بنے۔ **سنہ ۱۹۰۵ء** کے اندر ہندوستان میں ۶۷۵۴۷ ٹن ملیٹ قیمتی ۵۵۵۰۰ پونڈ برآمد ہوئی اس میں سے ۶۲۴۸۲ ٹن پنجاب سے اور ۱۱۳۰۰ ٹن صوبجات متحدہ سے برآمد ہوئیں۔ **شاہ** نیپال نے اپنی سب سے بڑی دختر کے فرزند کو جس کی عمر اس وقت پندرہ سال کی ہے اپنا ولیعہد چن لیا ہے۔ **امیر** صاحب کابل نے بڑی خوشی سے منظور کیا ہے کہ آپ لاہور میں اسلامیہ کالج کی عمارت کا بنیادی پتھر رکھینگے۔ انجمن حمایت اسلامیہ لاہور کی خاص نیابت پشاور میں آپکا خیر مقدم

ایڈیٹوریل نوٹس

نیا سال مبارک ہو سنہ ۱۹۰۶ء گذر گیا۔ اور سنہ ۱۹۰۷ء شروع ہوا۔ وہ لوگ جو آج اس سن کے آغاز میں موجود ہیں جنہوں نے گذشتہ سن بخیرو عافیت گذارا ہو۔ وہ کیسے خوش نصیب ہیں۔ خدا کا شکر ہو کہ اس نے آج تک ہمیں زندوں کی زمین میں رکھا۔ ہم اُن سے بہتر نہیں جو گذرے میں اس جہان سے گذر گئے۔ لیکن یہہ خدا کی عین مہربانی اور عنایت ہو کہ اس نے ہمیں ایک اور سال عنایت کیا۔ یہہ نیا سال ہو اس کے ساتھ ہم کو گذشتہ سال کی اپنی زندگی پر غور کرنا اور اس سے سبق سیکھنا چاہئے۔ جو غلطیاں ہم سے گذرے سال ہو گئیں اور جن باتوں کی ہمارے اندر کسر رہی اُنکی اصلاح کے لئے اب پھر موقع ملتا ہو۔ نیا سال شروع ہو اُسکے ساتھ ہماری زندگی بھی از سرِ نو شروع ہونی چاہئے۔ نئے ارادے۔ نئے انتظام۔ نئی باتیں۔ نئے اصول۔ اور نیا طریق زندگی میں ایسے ہونے چاہئے جن سے ہماری سنہ ۱۹۰۶ء کی زندگی میں زیادہ بہتر اور عمدہ باتیں ور آویں۔ ہم اپنے ابنائے جنس کی بہتری اور خدا کی عبادت اور فرمانبرداری نئے سرے سے اور نئے ارادوں سے شروع کریں اور بڑے صبر اور استقلال سے اسکو نباہیں۔ غور کریں کہ ہماری زندگی میں سے ایک سال اور کم ہو گیا۔ ہم ماضی سے دُور اور مستقبل سے نزدیک ہیں۔ گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط ضروری ہو۔ ناظرین ابھی ارادہ مصمم کرو کہ آیندہ ہمارے قول فعل اور خیال خدا کو گذشتہ سال کی بہ نسبت زیادہ پسند آویں۔ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ آج سے اور زیادہ محبتانہ سلوک کریں۔ آیندہ ہماری زندگی سے کسی کو کوئی گزند نہ پہنچے ✣

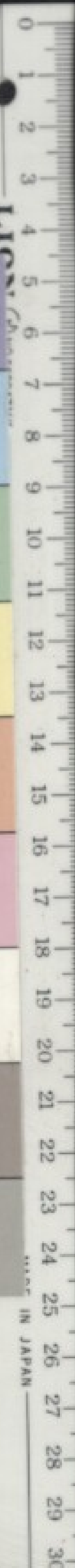
امیر کابل کی طاقت:۔ امیر عبدالرحمٰن خان مغفور کا پختہ ارادہ تھا کہ دس لاکھ جرار فوج تیار کی جائے وہ اپنی طاقت کو دونوں طرف سے غیر محفوظ سمجھتے تھے جس کی پیش بینی اُن کو فکر تھی وہ افغانستان کو ایک بیٹیر تصور کرتے تھے جس کی طرف شیر غراتا ہو اور دوسری طرف بھالو بھبکیاں دیتا ہو۔ وہ خیال کرتے تھے کہ ایسی نازک حالت میں بچاؤ کی صورت صرف یہہ ہو کہ دس لاکھ کی فوج جرار تیار کی جائے۔ جو اعلےٰ درجے کے اسلحے سے مسلح ہو۔ ہر چند عمر نے وفا نہیں کی کہ امیر مرحوم اس تجویز پر عملدرآمد کرتے لیکن ان کے جانشین نے ان تجاویز کی تکمیل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اخبار ٹائمز کے مشہور افغانی نامہ نگار مسٹر ابن ہلٹن صاحب نے حال میں لکھا ہو کہ امیر حبیب اللہ خان کے پاس اب تین لاکھ کی فوج ہو یہ فوج آہنی ہے اور جنگی انضباط کا خاطر خواہ اور متواتر زبردست الی ٹیلوں سے مسلح ہو زمانہ جدید کی بہترین ... توپخانہ اس کے علاوہ ہو اگر ان توپوں کو قطار میں کھڑی کریں تو کئے فرسنگ تک ان کی لمبائی پہنچ جائیگی مسٹر ہلٹن لکھتے ہیں کہ امیر صاحب کا مستقل ارادہ ہو کہ اپنے والد مرحوم کے ارادے کو پورا کریں وہ اسوقت تک دم نہ لینگے۔ جب تک کہ ان کے ماتحت دس لاکھ فوج جرار بخوبی تیار نہو لے ان تدابیر کے لحاظ سے افغانستان کی طاقت اس قابل نہیں ہو کہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جائے ✣ (نصیر)

دیر کیوں کرتے ہو۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہمنے کسی گذشتہ پرچہ میں دس ہزار بیگہ زمین مفت کا ایک اشتہار دیا تھا کہ دہلی میں ایک مسلمان رئیس بلا امتیاز مذہب و ملت سبکو وہ زمین مفت آباد کرنے کے لئے دیتے ہیں اور نہایت قلیل معاملہ لیا جائیگا۔ اور سب سے بڑھکر انکی عنایت یہہ ہے کہ پانچ سال کے بعد وہ زمین کاشتکاران کو موروثی کر دینگے۔ جہاں تک اُن سے خط و کتابت کرنے سے معلوم ہوا ہے نور افشان کے اشتہار کے ذریعہ صرف ایک صاحب نے الور سے زمین کے لئے درخواست کی ہے افسوس ہے کہ ہمارے مسیحی بھائی اس قیمتی وقت کو ہاتھ سے دے رہے ہیں۔ بہت سے غریب زمیندار مسیحیوں میں موجود ہیں۔ اگر وہ اُس زمین پر چلے جائیں تو ان کے لئے اور ان کے بعد اُن کی نسل کے لئے بڑی بھاری بہتری کی صورت ہوگی۔ ہماری دانست میں بار میں جانے کی بہ نسبت وہاں جانا نہایت ہی مناسب اور فائدہ مند ہوگا۔ جہاں تک ہمکو معلوم ہے کئی ایک بھائیوں نے درخواستیں بھیجی ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ گورداسپور اور سیالکوٹ کے ضلع کے علاوہ امرتسر کے ضلع کے تمام دیہاتی مسیحی بھائی پتہ ذیل پر درخواستیں جلد جلد بھیجدیں۔ یہہ سلف سپورٹ ہونیکا نہایت ہی قیمتی اور نادر موقعہ ہے اگر اب اس سے غافل رہے تو پھر پچھتانے سے کچھ حاصل نہوگا۔ پتہ حسب ذیل ہے

محمد شمش الاسلام دہلی۔ نزاہا۔ بہرام خان

سودیشی دوربین نمائیش صنعت و حرفت کلکتہ میں جو عجائبات دیسی کاریگری اور صنعت کا کمال دکھانے کی غرض سے پیش کئے جائینگے۔ ان میں وہ سودیشی دوربین کسی سے کم نمایاں نہیں ہے۔ جو مسٹر ربندر ناتھ دھر ایم اے ساکن ہگلی کیطرف سے پیش کی گئی ہے اور جو بالکل سودیشی اور سودیسی ساخت کی ہے۔ اگر اہل ہند دوربین سی نازک اور مشکل شے تیار کر سکتے ہیں تو وہ اور کیا تیار نہیں کر سکتے صرف ان کو موقعہ ملنا چاہئے اور پبلک کو جس سے مراد ہندوستانی پبلک ہے انکی قدردانی اور حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے ✣

(ہندوستان)



اخبار پنجابی پر مقدمہ - پہلے گواہ سادھو مل تھے جو گوجرانوالہ کا ہیڈ کلرک ہے اور جس نے سفر خرچ کا رجسٹر پیش کیا تھا - لالہ راجپت رائے کی جرح پر کہا کہ رجسٹر کے مطابق مسٹر سپنسر ۹ ردسمبر کو ڈیڑھ بجے رات کی گاڑی سے اکالگڈھ سے روانہ ہوئے اور ساڑھے تین بجے وزیرآباد پہنچے - ۱۰ تاریخ کو مسٹر سپنسر نے وزیرآباد میں مقام کیا اور دوسری صبح ۹ بجے کی گاڑی میں وہاں سے روانہ ہوئے - ۱۳۰ تاریخ کو پھر ۵ بجے شام کی گاڑی میں گوجرانوالہ سے وزیرآباد کو روانہ ہوئے اور ۷ بجے وزیرآباد میں پہنچ گئے - وہ سانگلا سے ۱۴ کو ۸ بجے رات کی گاڑی میں چلے اور ۱۵ کو وزیرآباد میں واپس آئے - ۱۶ کے اٹھ بجے رات کو وزیرآباد سے گوجرانوالہ کو روانہ ہوئے - وہ گوجرانوالہ سے درحقیقت ۱۴ کو براہ سٹرک روانہ ہوئے تھے - آفس سٹاک کے سفر خرچ کے رجسٹر تلف ہو گئے ہیں - گذشتہ عشرہ میں جو دو رجسٹر پیش ہوئے تھے ان کے سوائے کوئی اور رجسٹر نہیں مل سکتا - اگر رفعت علی کی بیوہ کی طرف سے کوئی درخواست بھیجی گئی ہوتی تو وہ یا تو انگریزی یا ہندوستانی دفتر میں گئی ہوتی - کوئی وجہ نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ کوئی ایسی درخواست گذرانی گئی تھی - اگر کوئی ہوتی تو بالضرور وہ درج رجسٹر ہوتی - مگر کوئی اندراج اس قسم کا نہ تھا - ہر ایک درخواست جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کیجانب سے ڈسٹرکٹ سوپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو بھیجی جاتی وہ ہندوستانی دفتر کے ذریعہ سے آیا کرتی تھی - اگر کوئی درخواست ڈپٹی کمشنر صاحب براہ راست ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو بھیجا کرتے تھے تو وہ درج رجسٹر ہو جاتی تھی - گواہ نے انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں کے گھوڑوں کا رجسٹر پیش کیا جس سے ظاہر ہوا کہ مسٹر سپنسر نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو رام نرائن کا گھوڑا پاس کر دیا تھا - گھوڑے کا رنگ لوہے رنگ تھا اور اس پر سی - بی کا داغ تھا - جب کوئی انسپکٹر گوجرانوالہ کو تبدیل کیا جاتا ہے تو اندراج کی ایک نقل اس گھوڑے کی بابت وصول کی اور فوراً درج رجسٹر کرلی جاتی ہے - وہ نہیں بتا سکتا کہ رام نرائن گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ میں کب تبدیل ہوا تھا - مگر یہہ تبادلہ ریلوے پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ہوا تھا - افسران کے کام کی فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شہر وزیرآباد میں ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۰۹ء میں مامور ہوا تھا اور سنہ ۱۹۱۰ء کی اگست تک رہا جبکہ اس کا تبادلہ لودیانہ میں ہو گیا -

جب مسٹر پٹمین نے پھر جرح کی تو گواہ نے رجسٹر متفرقات پیش کیا جسمیں رفعت علی کی وفات کے حوالے تھے - ایک اندراج اس میں یہہ تھا کہ رفعت علی کی لاش ۱۰ ردسمبر ۱۹۰۹ء کی ۳ بجے شام کو پائی گئی تھی اور اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تھا - اس کا نام تو پہلے ہی درج کر لیا گیا تھا مگر اس کی وفات کیفیت کے خانہ میں بعد ازاں درج کی گئی تھی - جب وہ مر گیا تو اس کا نام وہاں سے کاٹ ڈالا گیا تھا -

مسٹر مارشل نے جو پولیس انسپکٹر جنرل کے دفتر میں ہیڈ ریکارڈ کیپر ہے خط و کتابت کے رجسٹر میں کئے اور اس نے کہا کہ انسپکٹر جنرل کے آفیس میں سوائے اُن کاغذات کے جو اسسٹنٹ لیگل ریمبرینس کو دیئے گئے ہیں کوئی اور کاغذ نہ تھا -

یہاں ایک پوسٹ کارڈ پر اعتراض کیا گیا جسپر گواہ نے اٹھارو داس کے دستخط بتائے - یہہ ایک رجسٹری شدہ پارسل کی رسید تھی - یہہ پارسل مغربی حلقہ کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے پاس بھیجا گیا تھا جس کے کیمپ کا کلرک سنہ ۱۹۰۹ء میں اٹھارو داس تھا -

نواب خان ہیڈ کانسٹبل نے وزیرآباد کا رجسٹر معائنہ پیش کیا - ایک رجسٹر میں اُن تمام خطوط کا اندراج تھا جو تحصیلداروں کو بھیجے گئے تھے - انہیں وہ درخواستیں بھی مندرج تھیں جو تحصیلداروں کی جانب سے آتی تھیں - اس کو یاد نہیں کہ تحصیلدار اتفاقاً اس کو ملا تھا یا پولیس نے خاص طور پر تحصیلدار کو بلایا تھا - تحصیلدار کو اس کی ایک نقل بھیجی گئی تھی جس کا اندراج کتاب میں کیا گیا تھا - اور اس بات کا نوٹ رجسٹر میں ہمیشہ کیا جاتا تھا - گواہ نے سوپروائیزر کو وہ مقام بتایا تھا جس نے اس جگہ کا وہ نقشہ بنایا تھا جو گذشتہ پیشی میں پیش کیا گیا تھا - پھر گواہ نے ایک اور کتاب پیش کی دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۰ء جسمیں مقدمات کی پہلی رپورٹیں درج تھیں - جب رفعت علی کے مقدمہ کی رپورٹ کی گئی تھی تو کرم چند اس وقت کسی تحقیقات پر تھا - ۱۳ ر تاریخ تک کرم چند روزمرہ اس مقدمہ کی رپورٹ دیتا رہا اور ۱۴ ر تاریخ کو اس نے اپنی آخری رپورٹ وزیرآباد سے بھیجی جبکہ وہ ۱۵ ر تاریخ کو کسی اور تحقیقات پر چلا گیا - اس کتاب میں یہہ تمام باتیں درج تھیں *

اس بیان کے موافق وہ مقام جہاں کرم چند اس تحقیقات پر گیا ہوا تھا وزیرآباد سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا - اس مقدمہ کی بابت رجسٹر میں اور کچھ نہ تھا مگر صرف یہہ کہ مورخہ ۲ ر جنوری کو حسب الحکم ایک مجسٹریٹ صاحب کے یہہ لکھا ہوا تھا کہ اس مقدمہ کا پتہ نہیں چلا -

علم دین کانسٹبل پھر بلایا گیا - اور اس نے وزیرآباد شہر سٹیشن کا رجسٹر پیش کیا - اس نے کہا کہ جب ہم رفعت علی کی لاش لئے جا رہے تھے تو تحصیلدار ہمکو نہیں ملا - گواہ کے روبرو بھوانے نہیں بتایا کہ انہوں نے لاش کو کس طرح سے پایا *

بھولا زمیندار پھر بلایا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے سروئیر کو وہ جگہ بتائی تھی جس نے اس کا نقشہ تیار کیا تھا - وہ لاش کے پائے جانے سے پہلی صبح کو

اس جگہ سے نہیں گذرا تھا۔ اس نے وہاں افواہ سنی تھی کہ پولیس کا ایک سپاہی گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔ اس نے لاش کو قریب ۴ بجے پایا تھا۔

بدھا زمیندار نے کہا کہ میں اس جگہ پر نہ تھا جہاں لاش اس سے پیشتر پڑی ہوئی تھی جبکہ میں لاش پاس گیا۔ اس سے پیشتر کچھ بھی نہیں سنا تھا کہ وہ سپاہی کس طرح فوت ہو گیا ہے۔

سردار سرور دل سنگھ نے کہا۔ کہ وہ ۲۲۵ روپیہ سالانہ لیا کرتا تھا اور اس پر ۵۰۰-۶ سو روپیہ کا قرضہ تھا اور اس پر ۳۰۰ روپیہ کی دو ڈگریاں ہوئی ہوئی تھیں بعولانے اسے اطلاع دی تھی کہ اس نے رفعت علی کی لاش پائی ہے اس کو بخوبی یاد ہے۔ اس نے لاش نہیں دیکھی تھی۔ اسکو یاد نہیں کہ میں نے کبھی رام نرائن کا گھوڑا دیکھا تھا یا نہیں۔ اس نے تحصیلدار کے ساتھ اس مقدمہ کی بابت کبھی بات چیت نہیں کی۔ جب وہ اس جگہ پر گیا تو اس نے خون کے نشان اور گھوڑے کے سموں کے نشان وہاں دیکھے۔ نشانات ڈھانکے ہوئے نہ تھے۔ اس وقت اس کا بیان نہیں لیا گیا تھا۔ مگر اس نے اس بیان پر دستخط کی تھی جو رام نرائن نے اس مقام پر لیا تھا۔ رام نرائن نے اس میں یہہ بیان کر دیا تھا کہ میں نے اپنا گھوڑا بھیجا تھا اور وہ واپس آگیا تھا۔ اس کو یاد نہیں کہ کسی اور کا بیان بھی لیا گیا تھا یا نہیں۔ اس نے اس معاملہ کی بابت اور زیادہ نہیں سنا۔

کرم دین نمبردار نے کہا۔ جب میں نے ایک دفعہ اس موقع کو دیکھا تو پھر اس کی تحقیقات کبھی نہیں کی مجھے یاد نہیں کہ میں نے رام نرائن کا گھوڑا دیکھا تھا یا نہیں۔

ایک اور گواہ بلایا گیا مگر وہ پہر کے روز حاضر نہ تھا اس لئے مقدمہ برخاست ہوا اور پیشی مقدمہ ۸ جنوری مقرر ہوئی ہے۔ اس روز مقدمہ برابر تین دن زیر سماعت رہیگا اور توقع کی جاتی ہے کہ مقدمہ اس وقت ختم ہو جاویگا۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ)

ہندوستانی طالبعلم جاپان میں

جاپان میں ہندوستانی طالب علم کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے۔ نوجوان لوگوں کی ایک سپاہ عظیم ہر طرف سے اسپر دھاوا کرتی ہے۔ ہر جاپانی کا منشا ظاہرا طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے ملک کے دیگر باشندوں کی نسبت زیادہ واقفیت ہندوستانی طالب علم سے پیدا کروں۔ کیا جوان اور کیا بڈھا۔ کیا عورت اور کیا بچہ سب کی آنکھیں ہندوستانی طالبعلم کیطرف اٹھ جاتی ہیں۔ بچے انڈو جن (ہندوستانی) کہتے ہوئے اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ جب کوئی ہندوستانی راستہ چلتا ہوا جاپانی عورتوں کو دکھائی دیتا ہے۔ تو وہ اپنے بچوں کو انگلی سے دکھا کر بتاتی ہیں۔ کہ دیکھو وہ انڈو جن جا رہا ہے۔ نوجوان دوشیزہ لڑکیاں اس کی شریفانہ چال ڈھال کو دیکھکر دل ہی دل میں ہنستی ہیں جیسے ہی ہندوستانی طالب علم ٹریم سے میں داخل ہوتا ہے سب کے سب جاپانی اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور دھیمی آواز میں لفظ انڈو جن ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنائی دیتا ہے اگر وہ اپنی منزل مقصود کا راستہ بھول جاتا ہے۔ یا اسے یہہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ کونسے راستہ سے مقام مذکور تک پہنچے تو لوگ اس کی اس مذبذب حالت کو دیکھکر اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ہر ایک اپنی امکان بھر یہہ کوشش کرتا ہے۔ کہ اس کو منزل مقصود کا سیدھا راستہ پہلے میں بتاؤں۔ وہ ہندوستانی طالب علم کے ہمراہ بطور رہنما کے چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کو منزل مقصود کا راستہ بتا کر وہاں کی جو عجیب و غریب باتیں انہیں معلوم ہوتی ہیں ان سے طالب علم کو مطلع کرتے ہیں۔ ایسے ایسے مہربانی اور دلی موانست کے کام جاپانی خود بخود کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ انہیں درخواست کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی۔ جاپانی باشندہ ہندوستانی طالب علم کو ایک کارڈ پر اپنا نام لکھکر دیتا ہے۔ اسی طرح سے ایک کارڈ ہندوستانی طالب علم سے اس کے پتہ اور نام کا خود لیتا ہے۔ اور پھر اس ملاقات کے بعد جلدی ہی ہندوستانی طالب علم کے مکان پر خیر و عافیت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے۔ ہر جاپانی پہلے یہہ سوال کرتا ہے۔ "کیا آپ انڈو جن ہیں؟" ہندوستانی طالبعلم بھی جاپانیوں کے ساتھ گفتگو کرنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ نہایت خلق و محبت کا سلوک کیا جاتا ہے اور وہ جلد ہی جاپانیوں کے ساتھ رشتہ محبت قایم کرنے کا خواہاں ہو جاتا ہے یہہ جہاں تک بدھ کی وجہ سے ہے کہ جاپانی ہندوستانیوں کے ساتھ اس قدر تپاک سے پیش آتے ہیں۔ اور ادنیٰ درجہ کی جاپانی قوموں میں تو یہاں تک مشہور ہے کہ ہندوستان بہشت ہے۔

جاپانی باشندے ہندوستانی طالب علم سے چند سوالات ہندوستان کے رقبہ آبادی اور تمدنی اور ملکی حالات کی نسبت پوچھتے ہیں۔ بار بار جاپانیوں کے اس قسم کے سوالات سے غریب ہندوستانی طالب علم کے دل میں اس بات کا احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ مفتوح اور مغلوب قوم میں سے ہے۔ کبھی کبھی ہندوستانی طالب علم کو بھی اس بات کا موقعہ ملتا ہے کہ وہ بھی چند سوالات جاپانیوں سے کرے۔ ان سوالات کا جواب نہایت ہی مجمل طور پر دیا جاتا ہے۔ جاپانی گو ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولتے ہیں۔ لیکن ان کے جوابات کا لب لباب آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ میرے دل میں بڑی آرزو تھی۔ کہ تحقیق کروں کہ جاپان کے نوجوان اپنے دل میں کیا ٹھانے ہوئے ہیں۔ اس خیال سے میں نے ہر ایک ایسے نوجوان کیساتھ گفتگو کی جو بطور خود اپنی



بہتری کا خیال کر سکتا تھا۔ اور جس نے تعلیم بھی کافی حاصل کی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ٹوکیو میں بہت سے ہندوستانی طلبا ہندوستانی ٹوپیاں پہنے عظیم الشان جنگی ریویو کے دیکھنے کے لئے گئے۔ تمام آنکھیں بجائے اسکے کہ فوج کو دیکھیں ہماری طرف پھر گئیں۔ ہم میں سے ہر ایک کے گرد بہت سے نوجوان جاپانی جمع ہوگئے اور گفتگو کے خواہشمند ہوئے۔ حسن اتفاق سے یہ کلمہ میری زبان سے نکل گیا "واہ! خوب کیا کہنے ہیں سپاہیوں کے یہ تو عجیب دلچسپ نظارہ ہے" ایک جاپانی طالب علم میرے قریب کھڑا تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ آیا ہندوستان میں بھی کوئی فوج ہے؟ اگرچہ میں اجنبی سلطنت کے زیر حکومت ہوں لیکن جاپانی طالب علم کی زبان سے یہ فقرہ سنکر میں اپنے آپ میں نہ رہا۔ اور جواب دیا کہ ہندوستان میں بھی ایسی ہی تواعلان اور عمدہ فوج ہے جیسی کہ جاپانی فوج۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ جاپانی سپاہیوں کے دلوں میں حب الوطنی موجیں مارہی ہے۔ اور وہ اپنے ملک کی خاطر جانیں گنواتے ہیں۔ لیکن ہندوستانی سپاہی اپنے پیٹ پالنے کی خاطر مرتے ہیں" اس پر اس نے مجھے جاپانی سپاہیوں کے ان کارناموں کی یاد دلائی جو انہوں نے چینیوں اور انگریزوں کے باہم جنگ میں دکھائے تھے جب میں جاپانی طالب علم کی زبان سے اس کے ہموطنوں کے بہادرانہ کارناموں کا ذکر سن چکا تو میں بے اختیار بول اٹھا "خیر آپ کا ملک بہت چھوٹا ہے"۔ اس نے میری بات کا جواب یہ دیا "جناب کچھ حرج نہیں ہم اس ملک کو وسعت دیکر اور دیگر اقوام کو اپنے زیر سایہ لاکر اتنا بڑا کرلیں گے جتنا برطانیہ نے اپنے مقبوضات کی وجہ سے اپنے ملک کو بڑھا لیا ہے" میں نے دل میں خیال کیا۔ کہ یہ لوگ بلا کے بنے ہوئے ہیں۔ جب کبھی آیندہ جاپان کے بہت چھوٹا ہونے کی نسبت اور نوجوانوں سے ذکر آیا تو ہمیشہ مجھے اسی قسم کا جواب ملتا رہا ہے۔

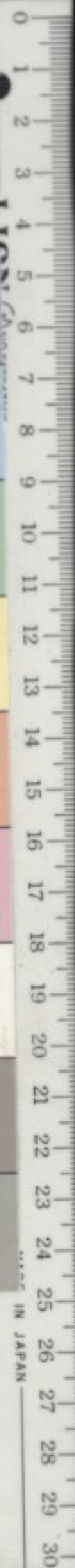
ایک جاپانی میرا دوست ہے۔ عمر اس کی بارہ برس کی ہے۔ اور اسے انگریزی زبان بہت کم آتی ہے لیکن اس کی آرزو یہہ ہے کہ انگریزی بولنی آجائے ایک دن اتوار کو اس نے مجھے اپنے ہاں اس غرض سے مدعو کیا۔ کہ میں ٹوکیو کے باہر اس کے ساتھ چلکر ایک گاؤں کے دلکشا نظارے کا لطف اٹھاؤں میں نے اثنائے گفتگو میں اس سے سوال کیا۔ جب تم جوان ہو جاؤ گے تو کام کیا کرو گے؟ اس نے جواب دیا "میں ملاح بنونگا"۔ میں نے کہا۔ "بحری اور جنگی افسر کو بہت دفعہ موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے"۔ اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا "مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ میں پیدا ہی اس لئے ہوا ہوں۔ کہ اپنے ملک کی خاطر جان دیدوں"۔ ایک چھوٹے سے لڑکے کی زبان سے اس قسم کے کلمات سننے سے یک گونہ تعجب ہوتا تھا۔

ایک دن رات کو چند نوجوان عورتیں اور مرد میرے مکان پر آئے یہاں کی نوجوان عورتوں کو خصوصاً ہندوستانیوں سے بات کرنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ میں نے مشرقی قاعدہ کے موافق ان کی خاطر و مدارات کی میری خادمہ بسکٹ اور چا میری مہمانوں کیواسطے لائی۔ انہوں نے پہلا سوال مجھ سے یہ کیا "کیا تمہارا ملک بہت بڑا نہیں ہے؟ کیا وجہ ہے۔ کہ تمہاری روشنضمیر اور عقلمند قوم اس قدر گر گئی ہے کہ ایک بیرونی طاقت کے زیر حکومت ہے؟ انہوں نے خود ہی اس بات کا جواب اس طرح دیا۔ شاید آپ لوگوں میں نااتفاقی بہت ہو اور نااتفاقی ہی تمام مصیبتوں کا باعث ہو گئی ہو" ان مہمانوں میں ایک مہمان ایسا بھی تھا جو قانون پڑھتا تھا وہ چاہتا ہو کہ قانون کا امتحان پاس کرکے سرکاری ملازمت اختیار کرے میں نے اس سے پوچھا "کیا تم وکیل بننے کے بعد رشوت تو نہ لوگے"؟ وہ میرے اس سوال پر بہت آشفتہ ہوا۔ اور کہنے لگا "میں اپنے ہموطنوں کے ساتھ بددیانتی کرنے کی بجائے اپنی جان دیدینا بہتر سمجھتا ہوں"

جاپان میں صنعت و حرفت کے مدرسے بہت ترقی کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق ہر سال نئے نئے کالج کھلتے جاتے ہیں۔ نوجوان لوگ جنگی اور بحری محکموں میں بڑے شوق سے بھرتی ہوتے ہیں۔ بخلاف اس کے سرکاری ملازمت کیطرف میلان طبع بہت کم ہے۔ ہندوستان اور جاپان کا مقابلہ کرنا تو عبث ہی کیونکہ دونوں ملکوں کے حالات بالکل جداگانہ ہیں۔ مگر جاپانیوں کی زندگی کی ایک شعاع جو میں نے اب اپنے اہل ملک کے پیش کی ہے۔ اس سے بہت مفید روشنی حاصل کیجا سکتی ہے۔ (راز ہندوستان)

بائیبل کے بغیر دنیا کی کیا حالت ہی؟

دنیا کی تاریخیں اس سوال کا پورا پورا جواب یوں دیتی ہیں۔ کہ جس جس ملک میں بائیبل کی تعلیم بالواسطہ یا بلاواسطہ نہیں پہنچی وہ سب ملک بت پرست تھے۔ موجودہ تاریک مقامات جہاں ظلم اور شہوت پرستی کی گرم بازاری ہے وہی مقامات ہیں جہاں بائیبل کی روشنی ہنوز نہیں پہنچی کہتے ہیں کہ لندن میں جہاں اب سینٹ پال کا گرجا ہے۔ اور ویسٹ منسٹر میں جہاں سینٹ پیٹر کا گرجا ہے وہاں قدیم زمانہ میں ڈیانا اور اپالو کے مندر تھے۔ قرنت و دواقعہ یونان میں (جہاں سقراط اور افلاطون جیسے فلاسفر اور دانا ہو گذرے تھے پولس کے زمانہ میں وہ بتوں سے معمور تھا وہاں اب گرجے نظر آتے ہیں۔ اُس وقت کی تاریکی ایسی سخت تھی کہ لوگ اپنے بچوں کو دیوتاؤں کے لئے قربان کر دیا کرتے تھے۔ حقیقت تو یوں ہے کہ عنقریب تمام بت پرست قومیں انسان کی قربانیاں کرتی تھیں اور



یہہ وہ قبیح رسم ہے جسکو نہ تو رومی اور نہ یونانی نہ مصری اور نہ ہندوستانی۔ خواہ وہ کیسے ہی عالم فاضل اور مہذب کیوں نہ تھے۔ دور نہ کر سکے۔ جس چیز نے وہ عظیم الشان اخلاقی انقلاب پیدا کر دیا جسکو اب ہم ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اور جو نہ صرف انگلستان ہی میں بلکہ تمام یورپ اور ہندوستان اور دیگر ممالک میں ہے۔ وہ بائیبل کی تعلیم اور ان سچائیوں کا تسلیم کر لینا تھا جو بائیبل کے خزانہ میں مجتمع اور فراہم ہیں۔ جب پولس نے فلپی میں قدم رکھا تھا تو تمام یورپ بت پرستی میں غرق تھا۔ مگر آج وہاں ایک بھی مندر ایسا نظر نہیں آتا جسمیں کسی بت یا دیوتا کی پوجا کی جاتی ہو۔ روما میں رومیولس اعظم کے قوانین کے ذریعہ سے بچہ کشی کی حمایت اور انتظام کیا جاتا تھا۔ اور پلوٹارک اور سینیکا جیسے مورخوں اور عالموں نے اس خوفناک دستور کو منظور اور اسپر صاد کیا۔ مگر موجودہ عظیم اخلاقی تبدیلی پیدا کر دینا بائیبل ہی کا کام تھا۔ ہندوستان میں بائیبل کے آنے سے پیشتر جو بد رسمیات اور زبون عقاید اور لایعنی وساوس اور تعصبات جاری تھے انکو بائیبل ہی نے نیست و نابود کر کے ہندوستان کو منور کر دیا۔

بائیبل کی تاثیرات ان اور دیگر بیشمار بیانات سے جنکی گنجایش اس چھوٹے سے نوٹ میں ناممکن ہے واضح و لایح ہوتا ہے کہ جہاں جہاں بائیبل کے اصولوں کی مناسب اور عمدگی سے تعلیم و تعمیل ہوئی ہے وہاں وہاں بائیبل نے سوسائیٹی کے حلقوں میں پاکیزگی اور نفاست کی روح پھونک دی۔ اخلاقی رائے اور فکر کو مجلی کر دیا۔ ضمیر کو روشن اور صاف کیا۔ عمدہ ترین اور موزون ہمدردی اور جان نثاری کو ترقی دی۔ انسان کو صدر درجہ کا عقیل و زکی بنایا۔ اور ایسی روح پھونکی جس سے قانون کی ضرورت محسوس ہوئی۔ صنعت و حرفت کو ترقی ہوئی۔ دلیری اور شجاعت اور آزادگی کو عروج ملا حب الوطنی اور زکاوت زیادہ ہوئی۔ اور سب سے بڑھکر قومی ترقی۔ کامیابی۔ اور تہذیب نمودار ہوئیں۔ پس ہمیں یقین ہے کہ اگر اس کا درست استعمال کیا جائے تو بائیبل کے سوا کوئی ایسی شے نہیں ہے جو ہماری ملکی اور مجلسی اور مذہبی حالت کی صحت کر سکے۔

دولت وبال ہے۔ نیویارک میں ایک کروڑپتی مسٹر رسل سیج رہتے تھے جنہوں نے دولت بڑی محنت اور مشقت سے فراہم کی تھی۔ انکی جین حیات میں ان کی بیوی مسز سیج کہا کرتی تھیں کہ کاش میرے پاس لاکھوں روپیہ ہو تو میں لاکھوں کو خوش کروں۔ مگر اُن کا خاوند انکو جواب دیا کرتا تھا کہ اگر تم لاکھوں روپیہ لاکھوں کو تقسیم کرو تو تمہاری زندگی نہایت تلخ ہو جائیگی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مسٹر مذکور نے اپنی وفات پر ۲ کروڑ پونڈ اپنی مسز کے نام پر وصیت کر دیئے اور آپ پرلوک کو سدھارے۔ بیوی نے روپیہ لیکر ارادہ کیا کہ میں یہہ روپیہ کالجوں اور ہسپتالوں وغیرہ کے کام میں نہ دونگی مگر لایق اور بدنصیب غربا کو مفت تقسیم کرونگی۔ اس ارادہ سے اس نے اشتہار دیدیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں لگی مانگنے والوں کے خطوں کی بوچھاڑ ہونے اور آخر خاوند کی بات پوری ہوئی۔ ان خطوط سے وہ ایسی تنگ آئی کہ اس کا ناک میں دم ہوگیا اور زندگی کی تمام خوشیاں تلخی اور دکھ سے تبدیل ہو گئیں۔ تنگ آکر دو ماہ کے عرصہ میں اس کو ۷ ہزار خطوط جلانے پڑے۔ اس دو ماہ کے عرصہ میں اس کو صرف دو دن آرام ملا۔ پھر اس نے اپنا پہلو بدل دیا اور اپنی زندگی آرام سے بسر کرنے لگی۔ دولت کا حاصل کرنا بھی اور اس کا صرف کرنا بھی اکثر اوقات وبال جان ہوتا ہے۔ اس نیک سیرت لیڈی کو گرجوں اور ہسپتالوں اور کالجوں میں چندہ دینے پر بڑا اعتراض تھا اور اس نے کبھی ایسے معاملات میں چندہ نہیں دیا۔

تعلیم کے نتایج مہذب ممالک میں۔ جیسے دولت کا حاصل کرنا اور رکھنا اور صرف کرنا جان کا ایک وبال ہے۔ اسی طرح اعلیٰ تعلیم پانا بھی آج کل ایک مضر امر معلوم ہوتا ہے۔ دولت اور تعلیم دراصل زندگی کے بڑے بڑے جزو اور خوشی حاصل کرنے کے عمدہ ترین اور ضروری وسائل اور زندگی کے ہر ایک معاملہ میں کامیاب ہونے کے لئے اشد ضروری ہیں۔ مگر یہہ بھی درست ہو کہ جہاں اعلیٰ تعلیم کا زور اور عروج ہے وہاں جرائم کی بھی گرم بازاری ہے ہوورڈ ایسوسی ایشن کی رپورٹ بابت سنہ ۱۹۰۶ء شایع ہو گئی ہے۔ اس رپورٹ کا نام "کرایم اینڈ اٹس ٹریٹمنٹ" یعنی جرایم اور انکے سلوک" ہے۔ ہمیں انگلستان اور ویلز کی بڑے خطرناک اور گھنونے جرائم کا بھی ذکر کیا گیا ہو۔ جہاں جذبات اور حیوانی شہوت ارتکاب جرائم کے کم باعث ہیں وہاں تعلیم اور ہنرمندی کے ذریعہ جرائم میں بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ تلبیس۔ جعلسازی۔ تغلب بیجا۔ اور دزدی ترقی پر ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بد دیانتی۔ شہوت رانی۔ اور بے اصولاپن بڑے اسباب جرائم کے ہیں۔ سکاٹلنڈ میں شراب خوری اور بد امنی بہت کم ہے مگر چوری۔ جعلسازی۔ نقب زنی۔ اور بچوں کے ساتھ بدسلوکی اور تشدد عروج پر ہیں۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ گلاسگو کے درمیان عورتوں کے ہر ایک کمرہ میں ایک چھوٹا آئینہ اور ایک تصویر برابر موجود رہتی ہیں اور انکا اثر قیدیوں پر بڑا بھاری پڑتا ہے۔

اشیاء کا برا استعمال ہی جرم ہے۔ یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ دنیا میں کوئی شے بالذاتہ بری نہیں ہے اور نہ اس کے نتایج برے ہیں۔ اسی طرح یہہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ کوئی فعل بھی برا نہیں ہے۔ اشیاء کی اور حیوانات کی قوت فاعلی بھی دراصل بری نہیں ہیں۔ مگر جو انہیں برتا ہے



دو انکا برا استعمال ہی ہے۔ جس شے کو اٹھاؤ۔ اور دیکھو اُس خالق دانا کے کرشمے اور نیک ارادے۔ نظر آتے ہیں۔ جس فعل پر اس کی اپنی ذاتی حیثیت سے غور کرو اُس کا نتیجہ اچھا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر بُری نیت سے کوئی فعل کرنا۔ یا کسی شے کا استعمال کرنا ہی بُرا ہے علاوہ اس کے افراط تفریط استعمال اشیاء و افعال میں بدنتائج پیدا کرتے ہیں۔ اشیا کا برا استعمال اور افعال کا بُری نیت سے کرنا ہی چوری۔ زناکاری۔ بددیانتی۔ نقب زنی۔ شہوت رانی وغیرہ ہیں۔ یہہ ان کے اخلاقی نام ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں جو آج خرابیاں ہو رہی ہیں۔ اور جن خرابیوں کا شکار آج تعلیم یافتہ ہندوستان ہو رہا ہے وہ دولت اور تعلیم کے استعمال کا ذاتی نتیجہ نہیں ہیں۔ یہہ صرف اُن میں افراط تفریط کرنے اور انکا برا استعمال کرنے ہی کا نتیجہ ہے۔ ایک ہی شے کا ایک مناسب وقت میں مناسب میں۔ مناسب طور پر استعمال کرنے سے از حد فایدہ ہوتا ہے اور اُن کا ایسے طور پر استعمال کرنا ضروری لابدی ہے۔ نیچر کے اندر ان کے استعمال کی ضرورت موجود ہے گر ایسی شے کو غیر مناسب وقت میں۔ غیر مناسب مقدار میں غیر مناسب طور پر استعمال کرنے سے از حد نقصان ہوتے ہیں۔ نیچر کے اندر یہہ ایک قانون غیر منفک ہے۔ جہاں علم و دولت بُرے طور پر استعمال کئے جانے سے طبعی اور اخلاقی بدنتائج پیدا کرتے ہیں وہاں درست طور پر انکو استعمال کرنے سے طبعی اور اخلاقی نیک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ علم و دولت کے بُرے استعمال سے جہاں بداخلاقی اور بیدینی اور دھریت پیدا ہوتی ہے وہاں ان کے جائز استعمال سے حسن اخلاق۔ دینداری۔ اور خداپرستی نتیج ہوتی ہیں۔ یہی باعث ہو کہ آج یورپ خصوصاً اور دیگر ممالک عموماً بیدینی اور دہریت میں منہمک ہیں؛

امریکن بورڈ کا ایک ماہواری رسالہ مغربی ہندوستان؛ مورا، اور سیلون کے اپنے مشنری کام پر ریویو کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے۔ کہ "ان تین مشنوں میں جو سبھی کام کی دلچسپ صورت ہے وہ اُن کی مالی امداد ہے۔ اکثر خطاط کے لوگ نہایت ہی غریب ہیں۔ باوجود اس حقیقت کے انہوں نے گذشتہ سال اپنے ہی مسیحی اور تعلیمی انسٹیٹیوشنوں کی پرورش کے لئے ایک لاکھ چھیالیس ہزار روپیہ دیا یہہ بڑی رقم اُس ملک میں فراہم کیگئی جہاں ایک عام مزدور کی اوسط مزدوری دس سینٹ سے کم ہے۔ اور جہاں پر ایک تعلیم یافتہ شخص دیسی کلیسیا کا پاسٹر ۵۰ سے ۱۰۰ ڈالر سالانہ پر کام کرتا ہے۔ (یعنی ۱۵۰ سے ۳۰۰ روپیہ تک یعنی ۲۵ سے ۱۲ روپیہ ماہوار کی تنخواہ) پر۔ تیسری بعض لوگ یہہ ریمارک پاس کرتے ہیں کہ یہہ بیچارے غریب ہندوستانی روپیہ کی خاطر مسیحی ہوئے ہیں۔ معہذا ہندوستانی اور سیلونی سرکار نے تین مشنوں کی امداد میں ہسپتالوں۔ مدرسوں اور صنعت و حرفت کے کاموں میں ایک لاکھ روپیہ یا ۳۳۳۰۰ ڈالر دینے سے مدد کی ہے۔ اس حقیقت کے سامنے بھی بعض کہتے ہیں کہ مقامی سرکاریں مشنریوں یا اُن کے کام کی حمایت میں نہیں ہیں۔"
(بمبئی گارڈین)

افسوس ہے کہ جاپان اور امریکہ میں جاپانی بچوں کو سان فرانسسکو کے مدرسوں میں سے خارج کر دینے سے ان ہر دو ملکوں میں ایک کشمکش پیدا ہو گئی تھی۔ مگر شکر ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب وہ کشمکش رفع ہو چلی ہے۔ پریزیڈنٹ روزولٹ صاحب آیندہ کانگرس میں اپنے امریکن افسران کی غلطی قبول اور جاپانیوں کی قومیت کا اعتراف کرینگے۔ پریزیڈنٹ روزولٹ صاحب کی اس حوصلہ مندی پر آفرین۔ کاشکہ دیگر دول دنیا بھی اسی نمونہ پر چلکر اپنی غلطی کا اعتراف کیا کریں؛

پولٹیکل اصول نہایت ضروری اور ادق ہیں۔ انکا سمجھنا اور استعمال کرنا کسی دماغ والے کا کام ہوتا ہے۔ بعض حکام ایک ہی کام کو ایک اصول پر کرنے سے چلتا ہوا سمجھ کر اس اصول پر عمل کرتے ہیں اور بعض اسی کام کو جب اس اصول سے چلتا نہیں دیکھتے تو دوسرا اصول اختیار کر لیتے ہیں اور وہ کام چل پڑتا ہے۔ جہاں جدید بنگال کے سابق لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے بنگالیوں کو زیر کرنے کی خاطر انپر ہر ایک غیر تمدنی بات میں مخالفت کی تلوار اٹھانے کا اصول برتا تھا اور ناکامیاب ہوئے۔ وہاں اب جدید لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے بالکل اس کے خلاف اصول پر عمل کر کے اپنی رعایا کو زیر کرنے کے اصول پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے الہ آباد میں ایک جلسہ پر ایک ایڈریس کے جواب میں یوں فرمایا کہ "آپ لوگ ہندوستان کی نئی اور پرانی صنعتوں کو ترقی دینے میں کوشش کریں اسی میں آپکا بھلا ہو گا۔" توقع ہے کہ لاٹ صاحب ممدوح جلد اہل بنگالہ کے دلوں کو ہاتھ میں لے لینگے؛

یہہ زمانہ آئینہ یا شیشے کا زمانہ کہا جا سکتا ہے۔ شیشے کی نہریں۔ اور شیشے کی اینٹوں سے شیشے کے محل بنتے ہیں۔ مگر حال ہی میں شیشہ سے ریشم کات کر چھاتے بھی بنائے جاتے ہیں۔ ان چھاتوں سے دھوپ تو نہیں رکتی ایک فایدہ بالضرور ہے کہ بارش یا آندھی کے وقت اسکو لگا لینے اور منہ کے سامنے رکھنے سے بارش کے پانی اور آندھی کے گرد و غبار سے چہرہ محفوظ رہتا ہے۔ اور انسان اس کے اندر سے برابر آگے کی چیزیں دیکھ اور ضرر رسان اشیاء اور حملوں سے بچ سکتا ہے؛

ابھی دو سال سے کم کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک محقق آثار قدیمہ مسٹر اوئیل نے شہر سرنتھ کے کھنڈرات میں سے مجلی پتھر کے دو خوبصورت ستون زمین کے اندر سے نکلوائے ہیں جنکو شہنشاہ اشوک نے نصب کیا تھا۔ اور جنکا ذکر ایک چینی سیاح نے بھی کیا ہے جس نے آج سے بارہ صدی پیشتر ہندوستان کی سیر کی تھی۔ معہذا ایک کتبہ بھی دریافت ہوا ہے جسپر بدھ مت کے پیرو شہنشاہ اشوک کے کئی ایک قوانین کندہ ہیں۔ اس دریافت سے قوانین اشوک کی تشریح اشوک کی تاجپوشی کی صحیح تاریخ۔ اور خصوصاً بدھ کی زندگی کے تواریخی واقعات کا صحیح اور مسلسل پتہ لگ سکتا ہے

دنیا جائے انقلاب ہے جہاں بے شمار ملکی اور مجلسی اور مذہبی تبدیلیاں برابر ہو رہی ہیں۔ منجملہ اُن بے شمار انقلابات کے جو آج دنیا میں ہو رہے ہیں ایک دو حسب ذیل ہیں۔ (۱) یہہ کہ انگلستان میں اور دیگر ممالک میں مستورات مردوں کے برابر پولیٹکل معاملات میں حصہ لے رہی ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں مذہبی اور اخلاقی معاملات میں مسیحی و غیر مسیحی مستورات مردوں کے برابر کام کرتی ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ محنت و مشقت اور تحصیل زری میں بھی وہ ان سے کم تر نہیں ہیں۔ دوسرے ملک چین کی مستورات کو وہ حقوق حاصل ہوگئے ہیں اور اب وہ جنگ جدل میں بھی مثل مردوں کے شریک ہو سکتی ہیں۔ اسی چین سے ۱۸۰۰ء کے غدر میں انہوں نے ویسے ہی جنگی کام کئے اور فن محاربہ میں ویسی ہی قابلیت اور طاقت دکھائی تھی جیسی کہ مرد۔ ۱۸۵۳ء میں مقام نانکن ہر ملک کے مختلف اطراف و جوانب سے ۵ لاکھ عورت فراہم ہوئی تھیں اور ۱۳-۱۲ ہزار عورت کی ایک ایک بریگیڈ قائم تھی جنپر مستورات افسران ہی مامور ہوئی تھیں۔ ان زنانہ سپاہیوں میں سے ۱۰ ہزار چیدہ سپاہی اور خوب قواعد دان تھیں اور جو شہر میں مقیم تھیں۔ وہ دن آرہا ہے جبکہ عورت اور مرد کے درمیان سوائے طبعی امتیاز کے پوری پوری مساوات اور برابری ہوجائیگی

ایک نامہ نگار راجپوراڈیرہ دون سے مخبر ہے کہ ۱۰ دسمبر کو چار اشخاص جوا کھیلنے کے لئے دور جنگل میں نکل گئے۔ اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بڑی اطمینان اور تن دہی سے جوا کھیلنے لگ پڑے۔ اتفاق سے یکایک بادل چھا گئے اور تقاطر شروع ہوا مگر یہہ بھلے مانس پھر بھی باز نہ آئے اور نہ اس درخت کے تلے سے ملے۔ آخر برے کام کا برا نتیجہ بارش زور سے ہونے لگی اور اس درخت پر بجلی گری۔ درخت کا ایک حصہ جل گیا اور ان قماربازوں کے بدن کا بھی آدھا ادھا حصہ معہ کپڑوں کے جل گیا۔ مگر جان سلامت رہی۔ اور اب وہ اشخاص زیر علاج ہیں ✦

معلوم ہوتا ہو کہ یہہ اشخاص سرکار سے روپوش ہو کر جوا کھیلنے گئے تھے۔ مگر انکو یہہ معلوم نہ تھا کہ اس سچی سرکار کی آنکھ سے بھلا وہ کب پوشیدہ ہو سکتے تھے سرکار کی گرفت اور سزا سے تو وہ سب اس جگہ محفوظ تھے مگر انتقام الٰہی بھلا کب رائیگاں جاتا ہے۔ آخر سزائے الٰہی میں گرفتار ہوگئے۔ ہماری رائے میں یہہ سزا انتقامیہ نہیں ہے بلکہ تنبیہہ ہے تاکہ وہ اپنی بدکرداری سے باز آجاویں۔ اور اس خالق اور مالک کا ڈر مانیں اور اسی کے فرمانبردار بندے بنیں ✦

کہتے ہیں کہ سیلون میں اور براعظم ایشیا پر سیلون کے اردگرد جو ممالک ہیں اُن میں پستہ قد بیلوں کی ایک قسم پائی جاتی ہے جنکا قد ۲ ½ فیٹ سے زیادہ ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات اس سے بھی بہت چھوٹے قد کے بیل ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے وہ بڑے مضبوط۔ تیز رفتار۔ اور جفاکش ہوتے ہیں۔ یہہ پستہ قد بیل دو پہیوں کی چھوٹی چھوٹی گاڑیاں کھینچتے ہیں جنپر انہیں اندازہ کے موافق بار لادا جاتا ہے۔ اور جن بوجھوں کو دُور دُور جلد تر لیجانا مقصود ہوتا ہے۔ یہہ پستہ قد بیل برابر چلتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر بلا آب و دانہ ایک سو میل طے کر لیتے ہیں ✦

پارس کے ایک ڈاکٹر نے جو عصبی امراض میں ماہر ہیں مرض شب بیداری کا علاج بڑی کامیابی کے ساتھ دریافت کر لیا ہے۔ علاج صرف یہی ہے کہ جب سونے جاؤ اور نیند نہ آئے تو اپنی آنکھیں کھلی رکھو اور بس نیند آجائیگی۔ جو اشخاص بہت سا ذہنی کام کیا کرتے ہیں انکو باوجود کوشش بلیغ کے بھی نیند نہیں آتی کیونکہ آنکھیں بند کرنے سے ذہنی قواء کاروبار اور دیگر تفکرات پر ہمہ مرکز ہو اور خیالات اُن پر جم جاتے ہیں۔ اس فرانسیسی طبیب کا خیال ہے کہ اگر اس مرض کا مریض روشنی کے کسی نقطے یا کسی سایہ یا خود تاریکی پر اپنی نظر کو جمائے تو وہ اُن خیالات سے رہائی پاکر سو جائیگا۔ آنکھیں بے معلوم طور پر بند ہو جائینگی۔ یہہ نتیجہ کسی حقیقی یا خیالی شئے پر نظر لگانے سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور نیند خود بخود آجاتی ہے ✦

جاپانیوں میں ناک کی ترکیب اور قطع وضع کا بہت خیال کیا جاتا ہے۔ اور اُسی سے خوبصورتی اور بدصورتی کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ جاپان میں جس عورت کی ناک بڑی ہوتی ہے وہ بڑی خوبصورت اور نازنین تصور کی جاتی ہے ✦



افریقہ کے صحرائے اعظم میں جسقدر گرمی ہوتی ہے ویسی دنیا بھر میں کہیں نہیں ہوتی۔ یہہ صحرا مشرق سے مغرب تک ۲۴۰۰ میل سے جنوب تک ۱۰۰۰ میل وسیع ہے۔ اور موسیم گرما میں دن کے وقت زیادہ سے زیادہ گرمی ۱۵۰ درجہ فیرن ہائیٹ تک ہوتی ہے۔ اس گرمی میں کاروان جن میں ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ تک اونٹ اور دیگر مددگار لوگ ہوتے ہیں اس صحرا میں سفر کرتے کرتے جل بھن کر فنا ہو جاتے ہیں کیونکہ گرمی حد درجہ کی ہوتی ہے اور پانی کے کنوئے دس دس دن کی راہ دور ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی اِس شدت حرارت میں خشک ہو جاتے ہیں۔ مگر وہاں کے مور۔ بربر اور عرب ہی ایسی حالت میں وہاں زندہ رہ سکتے ہیں۔ باوجود دن کو اسقدر شدت کی گرمی پڑنے کے رات کو بطرح کی سردی ہوتی ہے۔ اِسلئے مسافر لوگ مجبوراً کمبلوں کے گٹھڑ اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ راتوں کی سردی سے محفوظ رہیں ❊

گورنمنٹ ہند کے حکم سے دہلی کے دربار تاجپوشی کی سرکاری تاریخ کا ترجمہ اردو زبان میں ہو گیا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں شایع ہو کر بقیمت مبلغ ۱۲ روپیہ فیجلد فروخت ہوگی۔ سرخواستیں خریداری کی سوپرنٹنڈنٹ آف گورنمنٹ پرنٹنگ کلکتہ کے پتہ پر جانی چاہئیں۔ کیا اچھا ہو تا کہ سرکار اس کی قیمت میں کمی کرتی تاکہ ملک کے متوسط درجہ کے لوگ بھی اس کو خرید کر فایدہ اُٹھا سکتے۔ اس میں تو سرکار نے فائدہ عامہ کا خیال نہیں رکھا بلکہ صرف اہل ثروت اور بڑے بڑے سرکاری ملازموں کا ❊

مُراسلات

میلہ باندرابھان

ناظرین باتمکین ! کی خدمت میں ۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے پرچے میں مَیں کچھ مختصر حال میلہ مذکور کا بیان کر چکا ہوں اب اپنی مسیحی خدمات کی طرف آپ کی نظر مبذول کراتا ہوں ❊

واضح ہو کہ اس میلہ میں ہماری مسیحی خدمت کے دو ہی طریقے تھے (۱) شخصی گفتگو (۲) علانیہ منادی شخصی گفتگو اکثر رات کے وقت اپنے اپنے ڈیروں پر ہوتی تھی جس سے بڑا بھاری فائدہ ظہور میں آتا۔ یعنی وہ لوگ جو کہ علانیہ مسیح کی بابت گفتگو کرنے سے ڈرتے تھے وہ بخوبی بات چیت کرتے اور مسیح کی پاک تعلیم کو دل و جان سے قبول کرتے تھے۔ ایک شخص نے جو کہ کھنڈوے یا ہردے کے مشن سکول کا ایک ہندو ٹیچر تھا۔ مجھ سے کہا کہ جتنا فایدہ مجھے شخصی گفتگو سے ہوا وہ شاید کسی لکچر یا بازاری منادی سے مجھے نہیں ہوا میں نقودیمس کی طرح چھپ کر آپ لوگوں کے پاس آتا رہا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آج ہندو دھرم کی کسی بات پر میرا یقین نہیں۔ اسی طرح ایک اور تعلیم یافتہ نوجوان شخص نے اپنی شخصی گفتگو میں مجھے یوں کہا کہ اگر دنیا میں کوئی کتاب ہے تو بائبل ہے اور اگر کوئی نجات دہندہ ہے تو یسوع مسیح ہے اور اگر نہیں ہے تو کوئی بھی نہیں ہے۔ ان باتوں پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی تعلیم کا اثر غیر قوموں کے دلوں میں کہاں تک ہے لیکن بوجہ دنیاوی طعن و تشنیع کے وہ علانیہ مسیح کے جھنڈے میں شامل ہوتے ہوئے ڈرتے ہیں ❊

ہماری بازاری منادی کا نظارہ قابل غور ہوتا تھا۔ اور لوگ بڑی حیرانگی سے مسیح کے اُس چھوٹے جھنڈے پر نظر ڈالتے تھے جو کہ اُن کو نجات کی خوشخبری دینے کے لئے میلہ مذکور میں پھرتا تھا۔ چند ایک مناددوں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے جھنڈے ہوتے تھے اور اُن پر ہندی و انگریزی زبان میں چند ایک آیتیں لکھی ہوئی تھیں جو کہ گناہ سے لدے ہوؤں کو تسلی دیتیں اور مخالفوں کے دلوں پر تازیانے کا کام کرتی تھیں بٹی پر ڈھولک اور بیلے (باجہ) کے ساتھ راگ ملا کر گانا ایک اور ہی لطف پیدا کرتا تھا۔ لوگ ٹھٹھ کے ٹھٹھ اس نظارے کو دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے تھے اور ادھر لوگوں کو مسیح کی خوشخبری دی جاتی تھی۔ بعض اوقات رات کے دس یا گیارہ بجے تک لوگوں کا ہجوم مسیح کا پیغام سننے کے لئے موجود رہتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ ایک پولس کے سپاہی نے آکر اُس ہجوم کو رات کی وقت ہٹانا چاہا مگر وہ ہجوم ہٹتا کیونکر ؟ مسیحی تعلیم کے تسلی بخش الفاظ ان کے زخمی دلوں پر مرہم کا کام کر رہے تھے۔ سپاہی کی کوئی پیش نہ گئی اور ہمارے کام میں بھی کچھ خلل نہ ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ سپاہی مسلمان تھا۔ اور اپنے دلی تعصب و بغض سے ہمارے کام کو روکنا چاہتا تھا۔ مگر ایں خیال است و محال است و جنوں! آریہ و محمدی صاحبان کی اکثر کوشش یہی ہوتی ہے کہ مسیحی خدمت کو جہاں تک ہو سکے روک دیں اور اسی غرض سے وہ اکثر مسیحی منادوں کے ساتھ سوال و جواب کرتے ہیں اس مقصد سے نہیں کہ حقیقی راہ کو پالیویں مگر اس مقصد سے کہ مسیح لوگوں کے آگے پیش نہ کیا جاوے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسیح کے کلام کی تلوار دو دھاری ہے جس کے دل میں لگ گئی وہ پھر مسیح کا شہید اور نجات کا وارث۔ ایسے لوگ حقیقت میں آپ تو نجات سے محروم رہتے ہیں مگر دوسروں

کو بھی محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کاشکہ خدا ان کی آنکھوں کو کھولے اور وہ مسیح کے نور کی روشنی کو دیکھ لیویں جو کہ تمام جہان میں چمک رہی ہے

راقم۔ ج۔ م۔ ت۔
اٹارسی

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم۔ براہ مہربانی ان چند سطور کو اپنے اخبار نور افشان گوہر فشان میں درج فرماکر کمترین کو مشکور فرما دیں۔

۵ تقاضائے عدالت سے نہ تھی تدبیر بچنے کی
مسیحا گر صلیب اوپر نہ خون اپنا بہا دیتے۔

خداوند مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ جہان کا نور میں ہوں۔ جو میری پیروی کرتا ہے۔ اندھیرے میں نہ چلیگا۔ ملکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ٹھہرے گا۔

عزیزو آپ کو معلوم ہو۔ کچھ عرصہ ہوا ہے۔ کہ رائے ونڈ سرکل میں میتھوڈسٹ مشن نے خداوند کی خدمت کا کام شروع کیا ہے۔ جن گاؤں میں کام شروع کیا گیا ہے۔ وہاں خداوند مسیح کی منادی نہیں کی گئی تھی۔ اور سوائے کانہ کاچھہ اور ہانڈو کے جن میں چند مسیحی جو کہ لاہور کے علاقہ سے تعلق رکھتے تھے موجود تھے۔ اب وہ دونوں گاؤں رائے ونڈ سرکل میں شامل کئے گئے ہیں۔ اور مشن کی طرف سے جناب بابو قاسم علی صاحب پریچر انچارج جو کہ نہایت مسیح میں سرگرم ہیں۔ خداوند کے خدمت کے واسطے اس سرکٹ مامور کئے گئے۔ اور انہوں نے طرح طرح کی تکلیفوں کی برداشت کر کے خداوند کی خدمت کرنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ اس علاقے میں اب گیارہ کارندے مسیح کی خوشخبری سنانے کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں جو کہ ارد گرد کے دیہات میں بھی۔ خداوند کی خدمت کرتے ہیں۔ اب اس علاقہ میں مسیحیوں کی تعداد ۱۲۷۵ ہے اور علاوہ ان مسیحیوں کے تقریباً ۸۰۰ افراد ی یعنی متلاشی ہیں جن کی بابت امید ہے کہ جلدی مسیحی کلیسیا میں شامل ہو جاوینگے۔

اور باقی اقوام بھی خداوند کا کلام خوشی سے سنتے ہیں جو کہ پہلے نہایت مخالفت کرنے والے تھے۔ سچ ہے جہان کے کارندے خدا کی روح سے معمور ہو کر خداوند کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ فوراً اپنے کاموں میں پھل دیکھتے ہیں اور ہم یہہ بھی جانتے ہیں۔ کہ اس آخری زمانہ میں خداوند کی روح خاص طرح اپنا کام کر رہی ہے۔ کیونکہ کلیسیا میں دن بدن ترقی نظر آتی ہے۔ رائے ونڈ سرکل کے کام کو دیکھ کر مجھے ایک خاص خوشی ہوئی ہے۔

جناب ڈاکٹر پادری جے سی بوچر صاحب بہادر کل ۱۲/۱۵ کو رائے ونڈ سرکل میں تشریف اور ہوئے اور انہوں نے وہاں پر میٹنگ کی جس میں تقریباً دو سو مسیحی جو کہ مختلف دیہاتوں سے آئے تھے شامل ہوئے۔ یہ سب مسیحی نہایت عمدہ طور پر بھجن گا کر خداوند کی ستائش کر رہے تھے۔ اور اس میٹنگ میں قریب ۲۴ آدمیوں کے تھے۔ جنہوں نے جناب ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا۔ اور چندہ جو ان لوگوں میں میٹنگ کے موقعہ پر ہوا۔ گیارہ روپیہ تھا۔ باوجودیکہ یہ لوگ نہایت غریب او ہمیشہ اور لوگوں سے مانگ کر کھانے والے تھے۔ اب خداوند کے نام کی خاطر دینے والے معلوم ہوتے ہیں۔ دعا ہے۔ کہ خداوند باقی تمام انڈیا اور پنجاب میں بھی یہی روح جو کہ رائے ونڈ سرکل میں کام کر رہی ہے۔ بھیجدیوے تاکہ سب جگہ اور سب قوموں میں خداوند کا جلال ہووے۔ آمین۔

راقم ایم داس خداوند کا خادم

آریہ عقاید کی تردید دیانتداری قلم سے

نمبر ۵

سلسلہ کے لئے دیکھو ۱۲ دسمبر کا نور افشان

میں اپنے سوال کو دہراتا ہوں دیکھو آریہ مسافر جالندھر صفحہ ۱۸ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء رگوید پاک کرنے والے اعمال کو ظاہر کرنے والا جس میں قابل تعریف گیان کا وصف ہے ویسے ہی علاوہ جملہ علوم و فنون کا دینے والا جو وید کا کلام ہے وہ جملہ فنون کی ماہیت سے ہمکو باخبر کرتا ہے۔ حاصل مطلب یہہ کہ وید ہی تمام علوم و فنون کیا روحانی اور کیا جسمانی کیا متعلق عبادت اور کیا ضروریات جسمانی سے لوگوں کو باخبر کرتا ہے اب آریہ صاحبان بتاویں کہ جب وید ہی ظاہر نہ ہوئے تھے تو شبھ کرم یعنی نیک اعمال جنکا نتیجہ وید ونکا الہام ہے کہاں سے آگئے دیانند یو ذرا تو غور کرو کہ کیا بغیر خدا کے کلام کے ہم خدا کی مرضی سے واقف ہو کر اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں اگر آپ بقول آنچہ استاد ازل بگو بگو ہماں میگویم یہی کہینگے کہ کر سکتے ہیں تو ضرورت الہام کی مٹی پلید ہوتی کیونکہ جس طرح وہ چار رشی بغیر وید کے گیان کے نیک عمل کر کے خدا کے مقرب ہو سکتے تھے تو اسی طرح ہر ایک انسان بھی کر سکتا ہے یاد رکھو خدا کسی کی رعایت نہیں کرتا اور اگر کہو کہ بغیر وید کے کوئی نیک عمل نہیں ہو سکتا تو وید ونکا الہامی ہونا بموجب تحریر پنڈت جی گدھے کے سینگ کی مانند معدوم ہوگیا اب یہہ دیانتداری کا ہے آپ اس کو حل کرو۔ اور دو شق میں سے ایک مانو یا تو ضرورت الہام کا ستیاناس کرو یا ویدوں کے الہامی ہونے سے انکار آپ ان سے کسی طرح چھٹکارا

نہیں پا سکتے!! یہہ سوال ایسا زبردست ہے کہ جس سے چھٹکارا ہونا بالکل ناممکن ہے مگر شاباش سوامی جی کہ جب ایسے زبردست اعتراض کی بوچھار دیکھی تو جھٹ اس کے برخلاف لکھنا شروع کر دیا دیکھو کتاب اوپدیش منجری صفحہ ۶۲ کسی وید کے گیان ہی سے نیکی کا علم ہوا اور اسی قسم کے چلن ہوتے گئے پھر صاف ظاہر ہے کہ گناہ اور نیکی کی حالت کے موافق نتیجے پیدا ہونے لگے الخ یہہ پوری عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے اس لئے یہاں نہیں لکھی گئی ناظرین دیکھا گور و چیلہ کس آسانی سے اعتراض کی زد سے نکل گئے یعنی یہاں یہہ کہکر کہ وید کا گیان یا انکشاف خدا کی مرضی سے ہی عملوں سے نہیں بلکہ یہہ بھی مانتے ہیں کہ کرموں کا سلسلہ ہی وید ملنے کے بعد سے پیدا ہوتا ہے افسوس کہ سوامی کا استقلال کسی جگہ بھی نظر نہیں آتا سوامی جی نے گو اس جگہ معقول اعتراض کی زد سے بچنے کے لئے ایسا لکھ تو دیا لیکن آپکو شاید دروغ گو را حافظہ نباشد کی وجہ سے یہہ معلوم ہی نہیں کہ اس موخرالذکر عبارت سے پانچویں شرط الہام کہ الہام میں کسی کی رو رعایت نہ ہونی چاہئے اس طرح کافور ہوگئی جیسے گدہے کے سر سے سینگ. غرض کہ نہ صرف اسی عقیدہ پر بلکہ آپ دیکھینگے کہ دیانندی مخترع ہر ایک عقیدہ میں سوامی جی کا تذبذب ایسا عیاں ہے جو بیاہر از بیان ہے ناظرین یہ ہیں ہمارے زمانے کے مذہبی لیڈر نہیں نہیں سری سوامی ۱۰۸ رشی مہرشی بانئے مذہب ست کو قبول کرنے والے ست ودیا کی پستک بغل میں داب کر ست پھیلانے والے سب سے زیادہ افسوس ہے تو یہہ کہ لالہ منشی رام جی جیسے مہاتما اور پنڈت بھوجدت جیسے سوامی جی کو غلطیوں سے مبرا مان رہے ہیں صاحبان اگر یہہ مذکورہ بالا غلطیاں نہیں تو آریہ سماج کا فرض ہے کہ بتاوے غلطی کس جانور کا نام ہے باقی آئندہ

خاکسار رحمت مسیح از شاہ کوٹ

سیالکوٹ شہر میں جو ہڑتال ہو رہی تھی

اس کا خاتمہ ہو گیا۔ ۱۸ ماہ حال کی شام کو لالہ آیا رام چیلا رام کے کارخانہ میں اعتراضی جلسہ ہو رہا تھا۔ لالہ گنگا رام پلیڈر نے صاحب ڈپٹی کمشنر کا پیغام پڑھ کر سنا دیا۔ صاحب بہادر نے اپنی چٹھی میں وعدہ کیا تھا کہ وہ سوال زیر بحث پر غور کریں گے۔ اور ان تمام تکالیف کو دور کر دیں گے۔ جو آج کل لوگ تجارت کے متعلق محسوس کر رہے ہیں اس کے بعد کئی تقریریں ہوئیں۔ اور نتیجہ ہوا کہ۔ کہ ہندو کو نات کی کنجیاں ڈپٹی کمشنر کے پاس بھجدی جائیں۔ اور ان سے درخواست کی جائے کہ۔۔۔ ہی دوکانیں کھولیں۔ ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس تجویز کو بسبب عدیم الفرصتی پسند نہ کیا۔ لیکن پھر وعدہ دلایا۔ کہ وہ جلد ہی شکایت رفع کر دینگے۔ اس پر جلسہ ختم ہوا۔ اور سٹرائک بند ہوئی۔

مسٹر شاہدین بیرسٹر کے چیف کورٹ پنجاب کے جج مقرر ہونے کی خبر لکھتا ہوا اہل حدیث مسٹر شاہدین کی ان الفاظ میں تعریف کرتا ہے۔ واضح رہے کہ یہہ وہی مسٹر شاہدین ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ ایام میں احکام قرآنیہ کو قابل ترمیم ظاہر کیا تھا۔ واقعی گورنمنٹ نے بڑی بھاری غلطی کی جو ایسے شخص کو ممتاز کیا ؟

بد کاش

اشتہارات

ضرورت

۲ ۲

بلند شہر کے سی ایم ایس ورنیکلر پرائمری سکول کے لئے ایک تجربہ کار ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ معہ سندات درخواست بابت فیصلہ تنخواہ وغیرہ ذیل کے پتہ پر کرو۔

المشتہر

مشنری۔ لا۔ سی۔ ایم۔ ایس علی گڈھ

ضرورت

۲ ۲

ایک متوسط عمر کی مسیحی نرس کی ضرورت ہے جو دو چھوٹے بچوں کی ذمہ دار ہوگی۔ کل درخواستیں مسز ایف جے نیوٹن صاحبہ فیروزپور کے نام ہونی چاہئیں ؛

سودیشی کی جے

تعجب ہذا صدیوں سے پشمینہ سازی کے لئے یورپ وغیرہ بر عظموں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا چونکہ اسکے بیوپاری مال کی اصل قیمت سے دگنی چوگنی قیمت وصول کرتے ہیں اس واسطے اگر آپ اصل لاگت پر پشمینہ کی چیز لینا چاہتے ہیں تو ایک پیسہ فی روپیہ کمیشن دیکر اصل لاگت پر چیز لے سکتے ہیں اگر ہمارا قول خلاف ثابت ہو تو ہم سے لاگت کا ہرجانہ وصول کرلیں فہرست مال یہ ہے

چادر اصل پشمینہ ۹ گز ۱۶۱ تا ۲۰ روپیہ چادر رفلی ۹ تا ۱۴ روپیہ لوئی اونی ۷ تا ۸ روپیہ۔ دوپٹہ زنانہ و مردانہ ۳ گز ۱۱ تا ۱۲ روپیہ چکہ سر پشمینہ ۲ گز ۱۰ تا ۱۲ روپیہ چادر منیر ۱۱ تا ۱۲ روپیہ۔ بٹن کوٹ فتوہی قمیض جمپر نام خریدار بحروف سنہری ۸ ۔ ہر چاندی ۶ ۔ فی سٹ ہر۔ بروچ نام سنہری ہر نام چاندی عہ روپیہ ہے اس کے علاوہ گلوبند موزے دستانے وغیرہ اصل قیمت پر مل سکتے ہیں ؛

ایس جی ہلاسی رام منیجر پشمینہ ایجنسی جلال پور جٹاں ضلع گجرات پنجاب

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شائع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے بشران انجیل اور کلیسیائی کارکنوں کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے	گا	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	ہہ؍	"
" " پچیس " " " "	عہ	"
" " پندرہ " " " "	۱۲ ار	"
ادنیٰ ترین نرخ	۱۲ ار	"

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

پادری اے جی میگاؤ المورہ یو پی ممالک متحدہ

پر سبٹیرین بیواؤں و یتامیٰ کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۶۹ء میں قائم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اسمیں شریک ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کیطرف سے زیادہ پنشن دیگئی ہو یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کمی اور اس قسم کے فنڈ سے یہہ ارزاں ہے ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مرد اپنی کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپیکٹس روانہ کیا جاتا ہے ؛

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک صاحب ایم اے مینیجنگ ڈائرکٹر نولکھا۔ لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ہہ؍ معہ ضمیمہ ۲؍ قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۲؍ " ہہ؍

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	گا	ہہ؍	ے
چوتھائی کالم	ہہ؍	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	ہہ عہ
پورا کالم	عہ	ہہ عہ	ہہ
پورا صفحہ	ہہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۱ر ما بعد کے لئے ۱ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " " معہ محصول عہ
" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری آر ڈی ٹرلسی صاحب ایم اے ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں زیر اہتمام دائمی برادرس کے چھپا